باب چہارم

اخلاق و آداب

اخلاص و تقویٰ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم	صلاحیت
• اخلاص و تقویٰ کے معنی و مفہوم کو جان سکیں۔ • قرآن و سنت کی روشنی میں اخلاص و تقویٰ کی اہمیت و فضیلت کو سمجھ سکیں۔ • سیرتِ نبوی ﷺ سے اخلاص و تقویٰ کی مثالیں سمجھ سکیں۔ • اخلاص و تقویٰ اختیار نہ کرنے کے دنیاوی و اخروی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔ • عملی زندگی میں اخلاص و تقویٰ کے معاشرتی فوائد و ثمرات کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔	• سیرتِ نبوی ﷺ سے اخلاص و تقویٰ کی مثالوں سے سبق حاصل کر سکیں۔ • عملی زندگی کے معاملات میں اخلاص و تقویٰ کا مظاہرہ کر سکیں۔ • اخلاص و تقویٰ کو اپنا کر اور ایک مثالی مسلمان بن کر اپنی دنیا و آخرت بہتر بنا سکیں۔

اخلاص کا معنی و مفہوم

اخلاص کے لفظی معنی کسی چیز کی آمیزش سے دوسری چیز کو چھانٹ کر الگ کر دینے کے ہیں۔ اخلاص کے اصطلاحی معنی: دینی یا دنیوی عمل میں بے لوث، نیک نیت، پُر خلوص اور ذاتی غرض یا لالچ سے پاک و صاف ہونا مراد ہے۔ اخلاص ہی وہ گوہر ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال شرفِ قبولیت حاصل کرتے ہیں۔

تقویٰ کا معنی و مفہوم

تقویٰ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی: ڈرنا، بچانا، دور رکھنا وغیرہ ہیں۔ عام طور پر تقویٰ سے پرہیزگاری مراد لیا جاتا ہے، جبکہ تقویٰ کا اصطلاحی معنی اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا اور برے کاموں سے دور رکھنا ہے۔

قرآن و سنّت کی روشنی میں اخلاص و تقویٰ کی اہمیت و فضیلت

اخلاص تمام اعمال کی روح ہے، یعنی اخلاص عبادات و اعمال میں روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ پس ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام اعمال و عبادات کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انجام دے جس میں دکھاوے کا شائبہ تک نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (الانعام: ۱۶۲)

ترجمہ: (اے نبی!) کہہ دیجیے! بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کے لیے ہی ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

> إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ (صحیح مسلم: 2564)
> خدا نہ تمھارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ تمھاری صورتوں کو بلکہ وہ تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ تمام اعمال و عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے ہیں چاہے وہ نماز ہو یا قربانی، حیات ہو یا موت ہو۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: بے شک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہو گی۔ (صحیح البخاری: 1)

عمل کی نیت اس کی قدر و قیمت کا تعین کرتی ہے اور کسی کام کی سب سے اعلیٰ ترین قدر و قیمت یہ ہے کہ اسے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے انجام دیا جائے۔

تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سورہ بقرۃ کی ابتدائی آیات میں قرآن مجید کو متقین کے لیے ہدایت قرار دیا گیا ہے اور متقین کی صف میں وہ افراد شامل بتائے گئے ہیں، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اللہ کی طرف سے نازل کی گئی چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ لہٰذا ایمان، تقویٰ کا مقدمہ ہے اور ایمان لائے بغیر تقویٰ کا حصول ممکن نہیں۔ تقویٰ کی فضیلت کے حوالے سے قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰٮكُمۡ ؕ (الحجرات:13)

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔

اسی طرح خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اے لوگو! بے شک تمھارا رب ایک ہے اور تمھارا باپ ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، سوائے تقویٰ کے۔

(مسند احمد:23489)

حقیقی تقویٰ یہی ہے کہ اپنے اوپر عائد تمام ذمہ داریاں پورا کرتے اور اپنے معاشرتی روابط قائم رکھتے ہوئے، برائیوں سے دور رہا جائے، کیونکہ جو کام بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے انجام دیا جائے وہ عبادت شمار ہوتا ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ اور اخلاص و تقویٰ

رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی اخلاص اور تقویٰ کا بہترین نمونہ تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: آپ فرما دیجیے: (اے لوگو!) میں تم سے اس (ہدایت کی فراہمی) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ یہ تو صرف جہان والوں کے لیے نصیحت ہے۔ (سورہ انعام: ۹۰)

وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسۡكِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا ۞ اِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِيۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُكُوۡرًا (الدھر:9،8)

ترجمہ: اور وہ اس کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین اور یتیم اور قیدی کو۔ (اور کہتے ہیں) بے شک ہم تمھیں اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ۔

نبی کریم ﷺ نے رسالت کو الٰہی ذمہ داری سمجھ کر فقط اس کی رضا اور قرب حاصل کرنے کے لیے انجام دیا۔ آپ ﷺ کا یہ اسوہ حسنہ ہمارے لیے نمونہ بھی ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے افکار اور افعال کو خلوص نیت سے صرف اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے انجام دیں۔

اسی طرح ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ راتوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی و عبادت کے لیے خضوع و خشوع کے ساتھ اتنا قیام کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے پاؤں میں ورم پڑ جاتے تھے چناں چہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۞ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انْقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ۞ (المزمل:۲،۳)

ترجمہ: (اے پیغمبر ﷺ) رات کو قیام کیجیے مگر کم۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرلیجیے۔

اس اُسوہ رسول ﷺ سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ یہ اخلاص نیت انسان کو اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرنے میں بھی مدد دیتا ہے۔

اخلاص و تقویٰ اختیار نہ کرنے کے دنیاوی واُخروی نقصانات

اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے بجائے اپنے کسی شخصی یا دنیاوی مفاد کی خاطر انجام دینا نا صرف اس کام یا فعل کی قدر و قیمت گھٹا دیتا ہے بلکہ اس سے آہستہ آہستہ معاشرے میں ایک ایسی دوڑ کا آغاز ہو جاتا ہے جہاں اخلاقی اقدار اور اللہ تعالیٰ کے قوانین کا خیال رکھے بغیر دوسرے کو نیچا دکھانے اور خود آگے نکل جانے کی سوچ جڑ پکڑ لیتی ہے۔ نتیجتاً تعلیم و تربیت سے لے کر زندگی کے تمام اعمال تک انسان کی ترجیح بدل جاتی ہے اور وہ اپنی حقیقی سعادت کے حصول کے بجائے، وقتی فوائد کو اپنے اعمال کی بنیاد بنا لیتا ہے۔ لہٰذا انسان عقیدہ اور عمل میں اختلاف کے باعث نفسیاتی طور پر پریشانی کا شکار بھی رہتا ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں ختم نہ ہونے والے فسادات جڑ پکڑ لیتے ہیں اور انسانیت تباہی و بربادی کے کنارے تک پہنچ جاتی ہے۔

> جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اور جو اللہ کی (نافرمانی) سے ڈرتا ہے وہ اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا کوئی راستہ بنا دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ (الطلاق: 3,2)

اخلاص و تقویٰ اختیار نہ کرنے سے انسان ریاکاری کے ساتھ سستی و کاہلی کا شکار بن جاتا ہے جس کی وجہ اس کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور اس کا کوئی کام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا۔ انسان اللہ تعالیٰ کی محبت و رحمت اور بخشش سے دور ہو جاتا ہے، اسی طرح توبہ و استغفار کیے بغیر دنیا سے چلا جاتا ہے۔ وہ
اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مغضوب ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ جہنم کی صورت میں دائمی رسوائی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

عملی زندگی میں اخلاص و تقویٰ کے معاشرتی فوائد و ثمرات کی اہمیت

اپنے اعمال اور افعال اللہ تعالیٰ کی خاطر انجام دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اپنی نیت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے سے انسان اپنے حقیقی کمال کو بھی حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ اگر اخلاص و تقویٰ کی صفات معاشرے میں عام ہو جائیں تو ایک عمومی سازگار ماحول کے ساتھ ساتھ باہمی اعتماد اور اخلاص کی ایک ایسی فضا پیدا ہو جاتی ہے جہاں ہر شخص اپنے افعال کا خود نگران ہوتا ہے۔ جس طرح بدن پر لباس انسان کو سردی و گرمی اور دوسرے مختلف تکلیف دہ حالات سے محفوظ رکھتا ہے، اسی طرح، اخلاص و تقویٰ انسان کے لیے ایک ایسے نظر نہ آنے والے لباس کی مانند ہیں، جو اس کو مختلف روحانی برائیوں سے بچاتے ہیں۔ یہ روحانی لباس اگر تقویت حاصل کر لے تو اس زرہ کی مانند ہو جاتا ہے، جو انسان کو روزمرہ زندگی میں پیش آنے مختلف مضر اور خطرناک اثرات سے محفوظ رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ تقویٰ ذاتی زندگی سے نکل کر کئی شکلیں اختیار کر لیتا ہے جسے ہم تقویٰ اجتماعی، تقویٰ سیاسی، تقویٰ اقتصادی کے نام سے یاد کر سکتے ہیں۔ تقویٰ کی ایسی اجتماعی شکل معاشرے کی بہت سی مشکلات کو نہ صرف بغیر کسی دقت کے حل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے بلکہ معاشرے کے لیے خیر و خوبی اور برکت کا سبب بھی بنتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اخلاص و تقوی کو اختیار کریں اور معاشرے و انسانیت کے کام آئیں۔ اسی طرح تمام کام اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے خضوع و خشوع کے ساتھ انجام دیں تاکہ دنیا و آخرت کی تمام سعادتیں حاصل کر سکیں۔ اس کے ساتھ ریاکاری اور دکھاوے سے پرہیز کرتے ہوئے اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے بچائیں۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

۱۔ اخلاص و تقویٰ اختیار نہ کرنے سے انسان کے ساتھ سستی و کاہلی کا شکار بن جاتا ہے۔

الف۔ گناہ　ب۔ ریاکاری　ج۔ شرک　د۔ کفر

۲۔ کس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں:

الف۔ عبادت　ب۔ نیکی　ج۔ تقویٰ　د۔ حسن اخلاق

۳۔ حدیث کی روشنی میں اعمال کا دار و مدار ہے۔

الف۔ اخلاص پر　ب۔ تقویٰ پر　ج۔ نیت پر　د۔ صداقت پر

۴۔ حدیث کی روشنی میں فضیلت کا معیار ہے

الف۔ اخلاص　ب۔ تقویٰ　ج۔ صداقت　د۔ حُسنِ اخلاق

۵۔ تمام اعمال کی روح ہے۔

الف۔ اخلاص　ب۔ تقویٰ　ج۔ قربانی　د۔ استقامت

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں:

۱۔ اخلاص و تقویٰ کا مفہوم بیان کریں۔

۲۔ اعمال کا دار و مدار نیت پر کیوں ہے؟

۳۔ اخلاص کے تین فوائد تحریر کریں؟

۴۔ سورہ الدہر میں کن ہستیوں کا اخلاص بیان کیا گیا ہے؟

۵۔ تقویٰ کیوں ضروری ہے؟

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں۔

۱۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اخلاص کی اہمیت و فضیلت بیان کریں۔

۲۔ تقویٰ کی اہمیت و فضیلت بیان کریں۔

۳۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اخلاص و تقویٰ بیان کریں۔

۴۔ عملی زندگی میں اخلاص و تقویٰ کے معاشرتی فوائد و ثمرات کی اہمیت واضح کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ سے اخلاص و تقویٰ کے چند واقعات سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔
- سیرتِ رسول ﷺ سے اخلاص و تقویٰ کی مثالیں تلاش کریں اور جماعت کے کمرے میں آویزاں کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو سورہ الدہر کی روشنی میں اخلاص و تقویٰ کے واقعات اور ان کے فوائد بتائیں۔

پردہ پوشی

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم	صلاحیت
• پردہ پوشی کے معنی و مفہوم کو جان سکیں۔ • قرآن وسنّت کی روشنی میں پردہ پوشی کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔ • نبی کریم ﷺ کے اُسوہ حسنہ اور سیرتِ اہل بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روشنی میں پردہ پوشی کی مثالیں جان سکیں۔ • پردہ پوشی کی صفت کو اختیار نہ کرنے کے دنیاوی واخروی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔ • روزمرہ زندگی میں دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کے معاشرتی فوائد وثمرات کا جائزہ لے سکیں۔	• سیرتِ نبی ﷺ سے پردہ پوشی کی مثالوں سے سبق حاصل کر کے عملی زندگی میں پردہ پوشی کرنے والے بن سکیں۔ • روز مرّہ زندگی میں دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کر کے معاشرے کو امن وآشتی کا گہوارہ بنا سکیں۔

پردہ پوشی کا معنی اور مفہوم

پردہ پوشی کے لفظی معنی ہے پردہ داری، عیب پوشی، رازداری، عیوب چھپانا، غلطیوں اور عیوب پر نظر نہ ڈالنا۔ پردہ پوشی سے مراد کسی کے عیوب، نقائص یا رازوں وغیرہ کو چھپانا ہے۔ پردہ پوشی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ ایک مسلمان اور مومن کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اپنے اندر پیدا کرے۔

قرآن وسنّت میں پردہ پوشی کی اہمیت

ہر نقص اور عیب سے پاک تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے، پس فی زمانہ انسانوں میں ہر نقص اور عیب سے پاک شخص کو تلاش کرنا بہت مشکل کام ہے، کیونکہ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی خامی، نقص اور عیب ضرور پایا جاتا ہے۔ ہمیں دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا (الحجرات:12)

ترجمہ: اے ایمان والو! بدگمانی سے بہت زیادہ بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں اور نہ (کسی کے متعلق) جاسوسی کرو۔

اس آیت کریمہ میں واضح حکم ہے کہ کسی کے متعلق بدگمانی کرنا اور ان کے عیوب کو تلاش کرنے کے لیے جاسوسی کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کی سورہ ہمزہ میں ارشاد ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ (ہمزہ:1)

ترجمہ: ہر ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہے جو (آمنے سامنے) طعنہ دینے والا (اور پیٹھ پیچھے) عیب نکالنے والا ہو۔

پس وہ شخص تباہ و برباد ہو گیا، ہلاک ہو گیا جو لوگوں کے عیوب کو آشکار کرتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، مسخرہ پن کرنا وغیرہ بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں جس سے قرآن مجید میں سختی سے روکا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

> **مزید جانیے**
> إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ، أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ (سنن ابو داؤد: ۴۸۸۸)
> اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑو گے، تو تم ان میں فساد پیدا کر دو گے یا فساد کے قریب کے حالات پیدا کر دو گے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! مَردوں کا کوئی گروہ دوسرے مَردوں کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے وہ لوگ اُن (مذاق اُڑانے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا (مذاق اڑائیں) ممکن ہے کہ وہ اِن (مذاق اڑانے والیوں) سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور ایک دوسرے کو بُرے القاب کے ساتھ نہ پکارو ایمان کے بعد فسق بہت بُرا نام ہے اور جو لوگ (اس روش سے) توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔ (الحجرات: 11)

قرآن مجید کی اِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسروں کے عیب نکالنا، دوسروں کا مذاق اڑانا بہت بری بات ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

ترجمہ: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

(سنن ابن ماجہ: 2546)

پس دوسروں کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا لازمی ہے تاکہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت کے امیدوار بن سکیں۔

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

> **مزید جانیے**
> يَا أَيُّهَا النَّاسُ طُوبَى لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عُيُوبِ النَّاسِ (نہج البلاغہ، خطبہ ۱۷۳، ص ۳۹۱)
> اے لوگو، وہ شخص بہت خوش نصیب ہے، جو دوسروں کے عیبوں سے چشم پوشی کرتا ہے اور اپنے عیبوں کو دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ستار العیوب ہے جو اپنے بندوں کے کئی ایسے گناہوں اور عیوب کی پردہ پوشی کرتا ہے کہ اگر وہ لوگوں کے سامنے عیاں ہو جائیں تو وہ لوگوں کے سامنے رسوا ہو جائیں۔ اسی طرح ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کرتے تھے یہاں تک کہ منافقین کو نام کے ساتھ جاننے کے باوجود ان کا نام ذکر نہیں فرماتے تھے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہر انسان دوسروں کے عیوب کو چھپائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (سنن ابن ماجہ: 2544)

اس حدیث میں ہے کہ مسلمان کی پردہ پوشی کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں پردہ پوشی کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص کسی مومن کے عیوب پر پردہ ڈالے جس سے وہ ڈرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے ستر عیبوں پر پردہ ڈال دے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیتِ اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کیا کرتے تھے۔ غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت جب منافقین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھائی میں گرا کر شہید کرنا چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ رکھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان منافقین کو پہچان لیا اور حضرت

حذیفہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کو منع فرمایا کہ ان کے نام کسی کو نہیں بتانا اور انھوں نے مرتے دم تک ان منافقین کے نام کسی کو نہیں بتائے تھے۔ (مسند احمد حدیث: ۲۳۷۹۲) اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اور آپ اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام انسانوں کی یہاں تک کہ ان منافقین کی بھی پردہ پوشی کی جنھوں نے نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کی گھناؤنی سازش کی تھی۔

حضرت دخین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عقبہ بن عامر عقبہ رضی اللہ عنہما سے کہا ہمارے چند پڑوسی شراب پیتے ہیں۔ میں نے اُن کو منع کیا لیکن وہ نہیں رُکے۔ اب میں اُن کے لیے پولیس کو بلانا چاہتا ہوں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو (ایسا نہ کرو) جب میں نے دوبارہ اصرار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے کسی عیب کو دیکھا اور اس کو چھپالیا تو یہ ایسے ہے جیسا کہ اُس نے زندہ در گور لڑکی کو بچالیا۔

پس مومن کی پردہ پوشی کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ بھی پردہ پوشی کرتا ہے اور اگر کوئی کسی کا راز فاش کرتا ہے پردہ پوشی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو ذلیل و رسوا کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنے گھر کے اندر بھی ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

پردہ پوشی اختیار نہ کرنے کے نقصانات

انسان کی شخصیت کے لیے ایک چیز جو سخت نقصان دہ ہے، وہ اُس کی عیب جوئی کی عادت ہے۔ عیب نکالنا دراصل اپنی شخصیت کی کمزوری کا اظہار کرنا ہے۔ اگر لوگوں کے عیب ظاہر ہونا شروع ہو جائیں تو انفرادی و اجتماعی اصلاح مشکل ہو جائے گی، لوگ ایک دوسرے سے متنفر ہو جائیں گے اور کسی کی بات اثر نہیں کرے گی۔ انسانی معاشرہ میں فساد برپا ہو گا اور انسانیت رسوا ہو گی۔

اسی طرح دوسروں کی پردہ دری کرنے والا انسان دنیا و آخرت میں ذلیل رسوا ہو گا۔ اس کے متعلق نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا پردہ فاش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا پردہ فاش کرے گا حتیٰ کہ اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ: 2079)

پس دوسروں کی پردہ دری کرنے والا اپنے گھر اور معاشرہ میں رسوا ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی ذلیل و رسوا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جاتے ہیں اور جہنم اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

پردہ پوشی کرنے کے معاشرتی فوائد

ایک ایسا معاشرہ جس میں پردہ پوشی کی عادت ہو، وہاں لوگوں کے درمیان اعتماد کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے راز، عیب اور نقائص چھپاتے ہیں اور اصلاح آسان ہوتی ہے۔ دوسروں کے عیوب اور نقائص چھپانے والا شخص حقیقت میں سب سے زیادہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ ایک طرف وہ دوسرے افراد کا اعتبار جیت لیتا ہے اور اُن کی نظر میں محترم ہو جاتا ہے۔ اِس احترام کی وجہ سے لوگوں کی اصلاح کرنا آسان ہے۔ دوسری طرف وہ اپنے عیوب کی جانب متوجہ ہو سکتا ہے، اپنی کمزوریوں سے آگاہ ہو سکتا ہے اور اُنھیں دور کرنے میں وقت صرف کر سکتا ہے۔ ایک عاقل انسان دوسروں کے عیب نکالنے کے بجائے اپنے عیبوں کی طرف نگاہ کرتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ممکن ہے کہ جو چیز ہماری نظر میں عیب ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں عیب نہ ہو۔

کسی مسلمان اور مومن بھائی کی پردہ پوشی سے مراد یہ ہے کہ اُس کے عیب، کمزوریوں اور نقائص کو چھپایا جائے تاکہ لوگ اُس کے عیب سے اُسے شناخت نہ کریں اور وہ کسی پریشانی کے بغیر اپنے معاملات چلا سکے، لہٰذا پردہ پوشی اِس نیک نیتی کی بنا پر ہونی چاہیے تاکہ اصلاح ہو سکے۔ کسی کے رنگ، نسل، زبان، جغرافیہ کو عیب بنا کر پیش نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی اس کی بنیاد پر دوسروں کے ساتھ امتیازی سلوک کی اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دوسروں کے رازوں کی حفاظت اور ان کے عیوب کی پردہ پوشی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

۱۔ جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے، اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا:

الف۔ دنیا میں ب۔ آخرت میں ج۔ قبر میں د۔ جنت میں

۲ اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑو گے، تو تم ان میں پیدا کر دو گے۔

الف۔ فساد ب۔ اختلاف ج۔ جھگڑا د۔ دشمنی

۳۔ جو کسی مسلمان کا پردہ فاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے گا:

الف۔ گھر میں ب۔ دنیا میں ج۔ آخرت میں د۔ قبر میں

۴۔ قرآن مجید میں دوسروں کا مذاق اڑانے سے ممانعت کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ ممکن ہے۔

الف۔ وہ ان سے کمتر ہوں ب۔ وہ ان سے بہتر ہوں ج۔ وہ ان کے عزیز ہوں د۔ وہ ان کے مددگار ہوں

۵۔ پردہ پوشی کرنا در حقیقت کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔

الف۔ ملائکہ ب۔ اللہ تعالیٰ ج۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم د۔ مومن

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

۱۔ پردہ پوشی کے معنی و مفہوم بیان کریں۔

۲۔ پردہ پوشی کے متعلق کسی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

۳۔ منافقوں کی پردہ پوشی کیوں کی گئی؟

۴۔ پردہ پوشی کے دو فوائد تحریر کریں۔

۵۔ مومن کی پردہ پوشی کیوں ضروری ہے؟

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں۔

۱۔ پردہ پوشی کی قرآن کی روشنی میں ضرورت و اہمیت بیان کریں۔

۲۔ احادیث کی روشنی میں پردہ پوشی کی اہمیت بیان کریں۔

۳۔ آپ پردہ پوشی کے ذریعے کس طرح اپنے معاشرہ کو امن کا گہوارا بنا سکتے ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

- پردہ پوشی اختیار کرنے کے فوائد اور اختیار نہ کرنے کے نقصانات کی فہرست بنائیں۔
- اسلامی تاریخ سے پردہ وشی کے واقعات جماعت کے کمرے میں سنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ میں پردہ پوشی سے سبق حاصل کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر کردار کشی کرنے کے نقصانات پر مذاکرہ کرائیں۔
- پردہ پوشی اختیار نہ کرنے کے نقصانات کے واقعات جماعت میں بیان کریں۔

جھوٹ

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم	صلاحیت
• جھوٹ کے معنی و مفہوم اور مختلف صورتوں کے متعلق جان سکیں۔ • قرآن و سنّت کی روشنی میں جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی اہمیت و فضیلت کو سمجھ سکیں۔ • سیرتِ نبی ﷺ اور سیرتِ اہلِ بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی مثالیں جان سکیں۔ • جھوٹ کے دنیاوی و اخروی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔ • روز مرّہ زندگی میں سچ بولنے اور سچائی کا ساتھ دینے کے معاشرتی فوائد و ثمرات کا جائزہ لے سکیں۔	• سیرتِ نبی ﷺ اور سیرتِ اہلِ بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی مثالیں جان کر اپنے قول و فعل کا جائزہ لے سکیں۔ • "سچ بولیں اور سچوں کا ساتھ دیں" کے نعرے کو معاشرے میں پروان چڑھائیں۔

جھوٹ کا معنی و مفہوم اور مختلف صورتیں

جھوٹ اخلاقی برائیوں میں سے ایک ہے، اردو لغت میں اس کے معنی کسی واقعے یا حقیقت کے خلاف بات یا بیان کرنا ہے۔ جھوٹ کے لیے غلط بیانی اور دروغ گوئی کی اصطلاحات بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ جھوٹ، سچ کی ضد ہے۔ سچائی جتنی پسندیدہ چیز ہے، جھوٹ اتنا ہی ناپسندیدہ ہے۔ جھوٹ اگر عداوت و حسد کی بنا پر ہو تو خطرناک غصہ کا نتیجہ ہے اور اگر طمع، لالچ یا عادت کی بنا پر ہو تو انسان کے اندر بھڑکتے ہوئے جذبات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جھوٹ اخلاقی برائیوں میں سے ایک خطرناک برائی ہے، جس کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہوتا ہے۔ جھوٹ کو حدیث میں تمام برائیوں کی جڑ بھی قرار دیا گیا ہے۔

> **فرمانِ مصطفیٰ ﷺ**
> جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو سے ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ (سنن ترمذی: 1972)

قرآن و سنت کی روشنی میں جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی اہمیت و فضیلت

قرآن کریم میں جھوٹ بولنے والوں کی شدید مذمت کی گئی ہے اور صریحی طور پر جھوٹ بولنے والے کو بے ایمان قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (النحل : 105)

ترجمہ: جھوٹ صرف وہی لوگ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔

آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ ایمان والے جھوٹ نہیں بولتے کیونکہ جھوٹے اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور ان پر ایمان نہیں رکھتے۔ انسان سچ کو اختیار کرے تاکہ اس کا ایمان سلامت رہے اور اگر جھوٹ کو ترک نہیں کرے گا تو دائمی رسوائی جہنم کی صورت میں ملے گی۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: تم پر سچ بولنا واجب ہے، اس لیے کہ سچ اعمال خیر کی طرف لے جاتا ہے، اور اعمال خیر جنت میں لے جاتے ہیں۔ جو شخص سچ بولتا ہے اور اس کی کوشش کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے پاس صدیق لکھا جاتا ہے۔ خبردار جھوٹ نہ بولنا کیونکہ جھوٹ فسق وفجور کی طرف دعوت دیتا ہے اور فسق وفجور انسان کو جہنم میں دھکیل دیتے ہیں۔ جو انسان برابر جھوٹ بولتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری: 2094، صحیح مسلم: 2607)

اسی طرح قرآن مجید میں جھوٹوں کے لیے دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

ترجمہ: ان کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تو اللہ نے ان کا مرض اور بڑھا دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ (البقرہ: 10)

اس سے پتا چلتا ہے کہ جھوٹ بولنے والوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ جھوٹ کی بدولت انسان میں منافقت کی بیماری آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی جھوٹے کو ہدایت نہیں کرتا۔ جب انسان جھوٹ کو ترک کرتا ہے تو صادق بن جاتا ہے اور صادق بن جانے سے اس کے اندر نیکی اور اچھائی کا عنصر زیادہ ہو جاتا ہے اور انسان بااخلاق بن جاتا ہے۔

> حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: جھوٹ میں بہتری نہیں ہے خواہ وہ سنجیدگی سے ہو یا مذاق میں۔ اپنے چھوٹے بچے سے بھی ایسا وعدہ نہیں کرنا چاہیے جسے پورا کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ بے شک جھوٹ آدمی کو بے باکی سے بڑے بڑے گناہ کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور وہ بڑے بڑے گناہ آدمی کو جہنم میں پہنچا دیتے ہیں۔ (وسائل الشیعہ: جلد ۱۲، ص ۲۵۱)

سیرتِ نبی ﷺ اور سیرتِ اہلِ بیتِ اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

جھوٹ ایک بہت بڑا گناہ ہے جس کا انجام جہنم ہے۔ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ ایسا کون سا عمل ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کو جہنمی بنا دیتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: وہ جھوٹ ہے۔ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو ہر گناہ کے سلسلے میں بے باک ہو جاتا ہے، اور جب اتنا بڑھ جاتا ہے تو کفر کر بیٹھتا ہے اور جب کفر کر بیٹھتا ہے تو جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد: ۶۶۴۱، مستدرک الوسائل، جلد ۹، ص ۸۹)

جھوٹ بولنے کی وجہ سے انسان، ایمان کا ذائقہ چکھنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: کوئی بندہ ایمان کا ذائقہ اس وقت تک چکھنے سے محروم رہتا ہے جب تک وہ جھوٹ کو ترک نہ کرے، خواہ وہ جھوٹ مذاق میں ہو یا سنجیدگی کے ساتھ۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا ادھر آؤ، چیزیں دوں گی اور رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے میری والدہ سے دریافت فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ انھوں نے بتایا کہ میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے میری والدہ کہا: اگر تم کچھ نہ دیتیں تو تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔ (سنن ابوداؤد: 4991)

جھوٹ گناہ کبیرہ میں سے ایک ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی میں اس کا شائبہ تک نہیں تھا یہاں تک کہ کفار مکہ نے آپ ﷺ کو صادق اور امین کا لقب دیا تھا۔ اسی طرح آپ کے اہل بیتِ اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جھوٹ سے پرہیز کرتے تھے اور ہمیشہ سچ کو اختیار کرتے رہتے تھے۔ ایسی ہستیوں کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان: 72)

ترجمہ: ''اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بے کار بات پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شریفانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔''

جھوٹ کے دنیاوی و اخروی نقصانات

اگر گفتگو میں جھوٹ نمایاں ہو گیا تو جھوٹ بولنے والے کی عظمت و عزت برباد ہو جاتی ہے۔ جھوٹ انسان کی ناپاکی و خیانت کی روح کو تقویت دیتا ہے اور ایمان کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو خاموش کر دیتا ہے۔ جھوٹ رشتۂ الفت و اتحاد کو توڑ دیتا ہے اور معاشرہ میں عداوت و نفاق کے بیج بو دیتا ہے۔ گمراہیوں کا زیادہ تر حصہ جھوٹے دعووں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ برے لوگ اپنے فاسد مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی شیریں بیانی، جھوٹ سے سادہ لوح افراد کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں اور اپنی شیریں بیانی کی زنجیر میں اسیر کر لیتے ہیں۔ جھوٹ سے دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جاتے ہیں کیونکہ جھوٹ کفر و نفاق اور فسق و فجور ہے۔ جھوٹ کی بدولت معاشرے میں اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے بدگمانی کرنے لگتے ہیں۔ جس طرح ایک فرد کی سطح پر جھوٹ کا نقصان خود فرد کو ہوتا ہے، معاشرے کی سطح پر جھوٹ کا نقصان معاشرے کو ہوتا ہے۔ جھوٹ کی وجہ سے انسان آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ابدی رسوائی میں مبتلا ہو کر جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ جہاں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہنا پڑے گا۔

جھوٹ کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ بعض جھوٹ ایسے ہوتے ہیں جو دو قبیلوں اور دو قوموں کو آپس میں لڑوا دیتے ہیں۔ بعض جھوٹ ایسے ہوتے ہیں جو بے شمار جانوں اور ان گنت عصمتوں کو ضائع کر دیتے ہیں یا کم از کم مالی نقصان کا اور انسانی اصولوں کی پامالی کا سبب بنتے ہیں۔ بظاہر ایسے جھوٹ بدترین گناہ ہیں۔ بعض جھوٹی گواہیاں بے گناہ آدمیوں کو سولی پر چڑھا دیتی ہیں اور کئی گھرانے تباہ کر دیتی ہیں۔

روز مرّہ زندگی میں سچ بولنے اور سچائی کا ساتھ دینے کے معاشرتی فوائد و ثمرات

روز مرّہ زندگی میں سچ بولنے اور سچائی کا ساتھ دینے کے بہت معاشرتی فوائد و ثمرات ہیں، جیسا کہ سچائی کو دل کا اطمینان، نجات کا وسیلہ، حصول جنت کا سبب، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا کا باعث اور مال میں برکت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ انسانی معاشرے کا امن و سکون، راحت و چین اور اس کی تعمیر و ترقی کی بنیاد صدق پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اس کو اپنانے کی بہت تاکید آئی ہے۔ قرآن و سنّت کی تعلیمات میں اس کی فضیلت اور ضرورت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب قرآن مجید کے متعدد مقامات پر صدق و سچائی، سچ بولنے والے مرد و عورت کی فضیلت، صادقین کا مصداق، آخرت میں صادقین کے انعام و اکرام، ان کے مقام و مرتبہ، مخلوق میں مقبولیت اور سب سے بڑھ کر خالق کے ہاں ان کی محبوبیت کا تذکرہ موجود ہے۔ قرآن و سنت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ یہ صرف قول کی سچائی میں منحصر نہیں بلکہ قول کے ساتھ ساتھ فعل اور اعتقاد میں بھی سچائی کو شامل ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ ہم فقط اپنے ذاتی معاملات میں سچ بول کر نجات پا سکتے ہیں۔ انسان جس معاشرے میں زندگی گزار رہا ہوتا ہے، اُس کے مشترکہ نفع و نقصانات میں حصہ دار ہوتا ہے۔ لہٰذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم جھوٹ سے پرہیز کریں اور سچ کے پھیلانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اگر ہم لکھنے والے ہیں، تو تحریر کے ذریعے سچ کو فروغ دیں۔ اگر میڈیا میں صحافی کا کردار ادا کر رہے ہیں تو سچ بیان کریں۔ معاشرے میں سچ بولنے کی ثقافت کو پھیلانے میں ہمیں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

۱۔ انسان سچ کو اختیار کرے تاکہ اس کا سلامت رہے:

الف۔ عمل   ب۔ ایمان   ج۔ اخلاق   د۔ وجود

۲۔ خبردار جھوٹ نہ بولنا کیونکہ جھوٹ کی طرف دعوت دیتا ہے۔

الف۔ شرک   ب۔ فسق و فجور   ج۔ نفاق   د۔ کفر

۳۔ تمام برائیوں کی جڑ ہے:

الف۔ کفر   ب۔ نفاق   ج۔ جھوٹ   د۔ شرک

۴۔ جو شخص سچ بولتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھا جاتا ہے۔

الف۔ ابرار   ب۔ ابدال   ج۔ صدّیق   د۔ صالح

۵۔ جھوٹ کی بدولت انسان میں بیماری آجاتی ہے۔

الف۔ شرک کی   ج۔ کفر کی   ج۔ ظلم کی   د۔ منافقت کی

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

۱۔ جھوٹ کے معنی و مفہوم بیان کریں۔

۲۔ جھوٹ سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟

۳۔ جھوٹ کو تمام برائیوں کی جڑ کیوں کہا گیا ہے؟

۴۔ سچ کیوں اختیار کیا جائے؟

۵۔ حدیث کی روشنی میں سچ اور جھوٹ میں فرق واضح کریں۔

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں۔

۱۔ قرآن و سنّت کی روشنی میں جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی اہمیت و فضیلت کی وضاحت کریں۔

۲۔ جھوٹ کے انفرادی اور اجتماعی نقصانات تحریر کریں۔

۳۔ معاشرے میں سچائی کے فروغ کے لیے کیا کیا جانا چاہیے؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

- گروپ کی صورت میں جھوٹ کے نقصانات کے بارے میں ایک مکالمہ کریں۔
- "سچ بولیں اور سچ کا ساتھ دیں" کے نعرے کو معاشرے میں عام کرنے کے طریق کار پر جماعت کے کمرے میں مباحثہ کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کی جھوٹ کی تباہ کاریوں اور سچ کی بلندیوں کے متعلق عملی تربیت کی جائے۔
- طلبہ کو سیرتِ نبی ﷺ اور سیرتِ اہلِ بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی مثالیں پیش کریں۔

غیبت اور بہتان

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم	صلاحیت
• غیبت اور بہتان کے معنی و مفہوم، اسباب، مختلف صورتیں اور غیبت اور بہتان کے درمیان فرق کو جان سکیں۔ • قرآن و سنّت کی روشنی میں غیبت اور بہتان سے بچنے کے طریقوں کو سمجھ سکیں۔ • غیبت اور بہتان کے دنیاوی و اخروی نقصانات سمجھ سکیں۔ • اس بات کا ادراک کر سکیں کہ غیبت اور بہتان باہمی تعلقات کی خرابی اور معاشرتی بگاڑ کی جڑ ہیں۔ • روز مرّہ زندگی میں غیبت اور بہتان سے بچنے کے معاشرتی فوائد و ثمرات کا جائزہ لے سکیں۔	• غیبت اور بہتان کے دنیوی و اخروی نقصانات کو جان کر ان سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔ • روز مرّہ معاملات میں غیبت اور بہتان سے بچتے ہوئے معاشرے کو ان رذائل سے پاک کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

غیبت اور بہتان کے معنی و مفہوم

غیبت عربی زبان کا لفظ ہے جو غَابَ یَغِیْبُ سے ماخوذ ہے۔ غیبت کے معنی ہیں: کسی کی غیر موجودگی میں برائی کرنا۔ علم اخلاق کی نگاہ میں، غیبت یہ ہے کہ اپنے دینی بھائی کی غیر موجودگی میں، اس کی وہ برائی بیان کرنا جو اس میں موجود ہو۔ اسی طرح بہتان کا معنی ہے: کسی کی طرف ایسی برائی یا گناہ کی نسبت دینا جو اس میں موجود نہ ہو۔ اگر کسی کی غیر موجودگی میں اس کی طرف کسی ایسی برائی یا گناہ کی نسبت دی جائے جو اس میں موجود ہی نہ ہو، یہ ایسا گناہ ہے کہ جسے تہمت کہا جاتا ہے۔ بہتان کا گناہ غیبت سے زیادہ سنگین ہے کیونکہ اس میں غیبت اور جھوٹ دونوں کا امتزاج ہے اس طرح کہ اس میں دوسرے انسان کی برائی بھی بیان ہو رہی ہوتی ہے اور وہ غلط بیانی، جو جھوٹ ہے، بھی بیان ہو رہا ہوتا ہے۔

قرآن و سنّت کی روشنی میں غیبت اور بہتان

> اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔ اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (النور: 19)

غیبت ایک معاشرتی برائی ہے جو ہمارے معاشرے میں ایک وبا کی طرح پھیلتی جا رہی ہے۔ ہم سب اس کے بارے میں جانتے ہیں کہ یہ ایک بری چیز ہے اس سے بچنا چاہیے۔ ہمارے دین میں اس سے روکا گیا ہے۔ قرآن مجید نے اس گناہ کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (الحجرات: 12)

ترجمہ: اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس اس سے تو تم (انتہائی) نفرت کرتے ہو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے کسی شخص کو زنا کے جرم میں سنگسار کیا تو اس دوران میں آپ ﷺ کے اصحاب میں سے دو اشخاص نے کہا کہ دیکھو اسے کتے کی طرح سنگسار کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں کی بات سن لی لیکن اس کا کوئی جواب نہیں دیا پھر آپ روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے آپ نے فرمایا: فلاں، فلاں کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم یہاں ہیں، یا رسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ اور اس مردار کو کھاؤ، انھوں نے کہا: یا نبی اللہ! اس کو کون کھائے گا؟ آپ نے فرمایا: تم نے جو ابھی اپنے بھائی کی عزت پامال کی ہے وہ اس مردہ کو کھانے سے زیادہ سخت تھی۔

(سنن ابو داؤد: 4428)

غیبت میں مرتکب ہونے کے علاوہ، اس کو سننا بھی حرام ہے کیونکہ اس گناہ سے حقوق العباد پامال ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: تم اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرو جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہے کہا گیا: یہ بتائیں اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو جس کو میں بیان کرتا ہوں، آپ (ﷺ) نے فرمایا: اگر تم جو عیب بیان کر رہے ہو وہ عیب اس میں ہو جب ہی (تو) وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے۔ (یعنی اگر عیب موجود ہو تو غیبت ہے اور اگر موجود نہ ہو تو بہتان ہے)۔

(صحیح مسلم: 2589، سنن ابو داؤد: 4874)

اسی طرح بہتان بھی سنگین جرم ہے جس کی قرآن مجید میں سخت وعید سنائی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۙ (ہمزہ: 1)

ترجمہ: ہر ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہے جو (آمنے سامنے) طعنہ دینے والا (اور پیٹھ پیچھے) عیب نکالنے والا ہو۔

غیبت اور بہتان کے دنیاوی و اُخروی نقصانات

غیبت اور بہتان تراشی کرنے والے کی لوگوں کے درمیان رسوائی ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ اِن سے انسانوں کے درمیان عداوت اور بغض پیدا ہو جاتے ہیں۔ معاشرے کا نظم و نسق اور اجتماعی انصاف برباد ہو جاتا ہے۔ حق اور باطل آپس میں خلط ملط ہو جاتے ہیں، بے گناہ افراد گرفتارِ بلا ہو جاتے ہیں، گنہگار افراد بچے رہتے ہیں اور باہمی اعتماد ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ غیبت کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی دشمنی ہوتی ہے اور اسے ہمیشہ کا عذاب ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جو اپنے چہرے اور سینوں کو چھیل رہے تھے، میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں سے کھیلتے تھے۔ (سنن ابو داؤد، حدیث ۴۸۷۸)

> کمزور کا یہی زور چلتا ہے کہ وہ پیٹھ پیچھے غیبت کرے۔ (نہج البلاغہ قول ۴۶۱)

غیبت اور بہتان باہمی تعلقات کی خرابی اور معاشرتی بگاڑ کی جڑ ہیں

غیبت اور بہتان دونوں ایسی برائیاں ہیں جن کی وجہ معاشرہ میں بہت زیادہ بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کی پردہ دری کی جاتی ہے تو پورا معاشرہ غیر محفوظ ہو جاتا ہے۔ معاشرہ کا امن و سکون برباد ہو جاتا ہے اور سماجی انصاف کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ برائیاں حق کو باطل اور باطل کو حق بنانے کی طرف لے جاتی ہیں اور انسان کو بغیر کسی جرم کے مجرم بنا کر اس کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتی ہیں۔ اگر غیبت اور بہتان کا رواج عام ہو جائے تو معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے گا، کیونکہ حق باطل کے لباس میں اور باطل حق کے لباس میں نظر آئیں گے۔ وہ معاشرہ، جس میں غیبت اور تہمت کا رواج عام ہو گا اس میں حسن ظن کو سوئے ظن کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور لوگوں کا ایک دوسرے سے اعتماد اٹھ جائے گا اور معاشرہ تباہی کے دہانے پر پہنچ جائے گا یعنی پھر ہر شخص کے اندر یہ جرات پیدا ہو جائے گی کہ وہ جس کے خلاف جو بھی چاہے گا زبان پر لائے گا اور اس پر جھوٹ، بہتان اور الزام لگا دے گا۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ غیبت اور بہتان جیسی بدترین نفسیاتی بیماریوں سے خود کو محفوظ رکھے اور دوسروں کو بھی ایسے گناہ انجام دینے سے منع کریں ورنہ اگر یہ نفسیاتی بیماریاں معاشرے میں پھیل گئیں تو رفتہ رفتہ پورا معاشرہ برباد ہو جائے گا۔ پھر نہ کوئی کسی پر اعتماد کرے گا اور نہ ہی بھروسہ اور پھر ایک بدترین ماحول پیدا ہو جائے گا جس کی وجہ سے انسانیت کا وقار ختم ہو جائے گا اور برائی کا چلن عام ہو جائے گا۔

غیبت اور تہمت سے بچنے کے طریقے

علماء کرام نے اس گناہ کے ترک کرنے کے دو طریقے بتائے ہیں: ایک علمی ہے جیسے غیبت اور بہتان کی مذمت میں بیان ہونے والی آیات اور احادیث میں تعقل و تفکر کر کے، غیبت اور بہتان کی مذمت کرنا اور موت کی فکر کرنا وغیرہ۔

دوسرا عملی طریقہ یہ ہے کہ غیبت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اپنے نفس کی تربیت کریں، زبان کو قابو میں رکھیں، نفس کا محاسبہ کریں، غیبت والی محفل کو چھوڑ دیں۔ ایسا کرنا اگرچہ مشکل ہے تاہم اس برائی سے بچنے کے لیے بہت ضروری ہے۔

جس طرح غیبت کرنا اور بہتان تراشی کرنا حرام ہیں۔ ایسے ہی غیبت اور بہتان سننا بھی حرام ہے۔ غیبت سننے والا تمام گناہ میں برابر کا شریک ہے اس کا گناہ بھی معافی مانگے بغیر معاف نہیں ہوتا لہٰذا جس کی غیبت کی گئی ہے یا جس پر بہتان باندھا گیا ہے، ان سے فوراً معافی مانگی جائے اور آئندہ اپنے آپ کو اس گناہ سے محفوظ رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس گھناؤنے گناہ سے ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

۱۔ غیبت کے معنی ہیں کسی کی ایسی بیان کرنا جو اس میں موجود ہو:

الف۔ اچھائی　　ب۔ برائی　　ج۔ جدوجہد　　د۔ روش

۲۔ کمزور کا یہی زور چلتا ہے کہ وہ پیٹھ پیچھے غیبت کرے:

الف۔ جھوٹ　　ب۔ غیبت　　ج۔ چوری　　د۔ ظلم

۳۔ غیبت کرنے والا گوشت کھاتا ہے:

الف۔ مردہ جانور کا | ب۔ مردہ بھائی کا | ج۔ مردہ مومن کا | د۔ مردہ کافر کا

۴۔ بہتان کے معنی ہیں:

الف۔ طعنہ دینا | ب۔ تہمت لگانا | ج۔ عیب لگانا | د۔ جھوٹ بولنا

۵۔ آپ ﷺ نے دو غیبت کرنے والے مسلمانوں کو کس کا گوشت کھانے کا حکم دیا:

الف۔ مردہ گدھے کا | ب۔ مردہ اونٹ کا | ج۔ مردہ گھوڑے کا | د۔ مردہ مچھر کا

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

۱۔ غیبت کے معنی بیان کریں۔

۲۔ غیبت اور بہتان میں فرق واضح کریں۔

۳۔ غیبت اور بہتان کیوں حرام ہیں؟

۴۔ غیبت اور بہتان کے دو نقصانات بیان کریں؟

۵۔ غیبت کے متعلق ایک آیت اور اس کا ترجمہ تحریر کریں۔

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں۔

۱۔ قرآن و سنت کی روشنی میں غیبت اور بہتان کی وضاحت کریں۔

۲۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت سے غیبت اور بہتان کی مثالیں پیش کریں۔

۳۔ غیبت اور بہتان کے دنیاوی اور اخروی نقصانات بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- عملی زندگی سے مثالیں دیں کہ ہم کیونکر غیبت اور بہتان سے بچتے ہوئے خلوص اور خیر خواہی کا رویہ اپنا سکتے ہیں؟
- روزمرہ معاملات میں غیبت اور بہتان سے بچتے ہوئے معاشرے کو ان رذائل سے پاک کرنے کے لیے جماعت کے کمرے میں مباحثہ کریں

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو غیبت اور بہتان کے علل و اسباب اور اس سے بچنے کے طریقے مثالوں سے واضح کریں۔

جادو، فال اور توہم پرستی

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم	صلاحیت
• ستاروں اور فال کے ذریعے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے معنی و مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔ • قرآن وسنّت کی روشنی میں ستاروں کے ذریعے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے فتنوں کے بارے میں شرعی احکام جان سکیں۔ • جادو سیکھنے، سکھانے، کرنے اور کروانے کی ممانعت سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ • پر امید رہنے اور نیک شگون لینے کی اہمیت جان سکیں۔ • ستاروں اور فال کے ذریعے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے معاشرے پر ہونے والے نقصانات کا فہم حاصل کر سکیں۔ • ستاروں اور فال کے ذریعے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی مختلف صورتوں اور ان کے تدارک کا جائزہ لے سکیں۔	• ستاروں اور فال کے ذریعے قسمت کا حال جاننا اور توہم پرستی کی اپنے معاشرے میں موجود مختلف صورتوں کی نشان دہی کر سکیں۔ • قرآن وسنّت کی روشنی میں جادو، ستاروں کے ذریعے قسمت کا حال جاننا اور توہم پرستی کی مذمت سے آگاہ ہو کر روز مرّہ زندگی میں اس سے اجتناب کریں۔

توہم اور بدشگونی کا معنی و مفہوم

وہم قلب کے تخیلات کو کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع اوہام ہے۔ "توہم" یعنی کسی چیز کا تخیل اور اس کا تصور کرنا، چاہے وہ حقیقت میں وجود رکھتی ہو یا نہیں۔ "تَوَهُّم"، وہم سے نکلا ہے جس کے معنی وسوسہ کے ہیں یعنی دل کا قصداً کسی چیز کی طرف مائل ہو جانا۔ اسے خیال باطل، گمان، شک اور احتمال بھی کہتے ہیں۔ توہم پرست کو وہمی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ کسی فطری اور حسی دلیل کے بغیر اپنے خیال باطل سے ایک واقعہ یا حادثہ کو یقین کا درجہ دے دیتا ہے اور پھر اس کے مطابق عمل اختیار کر لیتا ہے۔

> پرندے اڑا کر فال نکالنا اور بدشگون لینا اور خط کھینچنا یہ سب شیطانی عمل ہیں۔
> (مسند احمد: ۱۵۹۱۵)

بدشگونی یا فالِ بد

بدشگونی یا فالِ بد کی اسلامی تعلیمات میں بہت شدت کے ساتھ مذمت کی گئی ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قَالُوْا طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (یٰسٓ: 19)

ترجمہ: (رسولوں نے) فرمایا تمھاری نحوست تمھارے ساتھ ہے کیا یہ (نحوست) ہے کہ تمھیں نصیحت کی گئی؟ بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث میں بیان ہوا ہے: ترجمہ: بدشگونی کرنا شرک ہے۔ (سنن ابو داؤد: 3910)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ بد شگونی کا اثر اسی مقدار میں ہے جتنا تم اس کو قبول کرتے ہو، اگر اس کو کم اہمیت مانو گے تو اس کا اثر کم ہو گا اور اگر اس سلسلہ میں تم بہت معتقد ہو گئے تو اس کا اثر بھی اتنا ہی ہو گا، اور اگر اس کی بالکل پروانہ کرو تو اس کا بھی کوئی اثر نہیں ہو گا۔ (الکافی، جلد ۸، ص ۱۹۷)

جادو سیکھنے، سکھانے، کرنے اور کروانے کی ممانعت

سحر و جادو کے اسباب پوشیدہ ہوتے ہیں اور جادو گر ایسی مخفی چیزوں سے کام لیتے ہیں، جن کی وجہ سے وہ لوگوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ وہ ایسے طریقوں سے کام لیتے ہیں جو عام لوگوں کو سمجھ نہیں آتے۔ شرعی لحاظ سے بھی اسے سحر اس لیے کہا جاتا ہے کہ جادو گر اس کے ذریعے لوگوں پر حقیقت کو پوشیدہ کر دیتے ہیں اور اُنھیں ایسے تخیلات میں اُلجھا دیتے ہیں جن کو وہ حقیقت سمجھنے لگتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادو گروں کا واقعہ قرآن مجید میں ذکر ہوا ہے، جس میں جادو گروں نے رسیوں کو سانپوں کی شکل دے دی تھی۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق ارشاد ہے:

> ترجمہ: (جادو گروں نے) کہا اے موسیٰ! یا تم (پہلے) پھینکو یا ہم پھینکیں۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا کہ تم ہی ڈالو پھر جب انھوں نے (جادو کی چیزیں) ڈالیں (تو) لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور اُنھیں ڈرایا اور وہ زبردست جادو لائے۔
> اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف وحی فرمائی کہ تم اپنا عصا ڈال دو تو وہ فوراً ان (چیزوں) کو نگلنے لگا جو انھوں نے جھوٹی بنائی تھیں۔ (اعراف: 117-115)

بعض اوقات جادو گر ایسے اعمال کے ساتھ جادو کرتے ہیں جن تک پہنچنے کے لیے شیطانوں کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے، جس سے انسانوں کی عقل میں فتور پیدا ہو جاتا ہے اور وہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ بعض جادو گر حقائق کو تبدیل کر کے پیش کرتے ہیں جس سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے۔ یہ سب حرام اور کفر ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں شیاطین جادو کیا کرتے تھے۔

پُر امید رہنے اور نیک شگون لینے کی اہمیت

ہمیشہ سے مختلف اقوام اور ملتوں کے درمیان نیک شگونی اور بد شگونی کا رواج پایا جاتا ہے بعض چیزوں کو فال نیک یعنی نیک شگون قرار دیتے ہیں، جس کو کامیابی کی نشانی قرار دیتے ہیں جیسے کوے کا کائیں کرنا کسی مہمان کے آنے کی خوشخبری سمجھا جاتا ہے۔ اور بعض چیزوں کو بد شگونی ناکامی اور شکست کی نشانی سمجھتے ہیں، جبکہ ان چیزوں کا کامیابی اور شکست سے کوئی منطقی تعلق نہیں پایا جاتا۔ فالِ نیک یعنی نیک شگون انسان کے لیے امید اور تحریک کا باعث ہے۔ اسی وجہ سے احادیث میں نیک شگون کی حمایت کی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لَا طِيَرَةَ، وَخَيْرُهَا الفَأْلُ قَالَ: وَمَا الفَأْلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: الكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ

(صحیح البخاری: ۵۷۵۵)

ترجمہ: کوئی بد شگونی نہیں ہے اور فال اس سے بہتر ہے اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول فال کیا چیز ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھی بات جسے تم میں سے کوئی سنتا ہے۔

مزید جانیے

وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے بد شگون کیا یا اس کے لیے بد شگون کیا گیا، جس نے پیشین گوئی کی یا اس کے لیے پیشین گوئی کا کام انجام دیا گیا اور جس نے جادو کیا یا اس کے لیے جادو کیا گیا، اور جس نے شرکیہ دھاگا باندھا اور جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اس کے کہے کی تصدیق کی تو اس نے اس شے کا انکار کیا جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ (مسند البزار، حدیث: ۳۵۷۸)

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے نیک فال کے بارے میں فرمایا: وَأُحِبُّ الْفَأْلَ الصَّالِحَ (صحیح مسلم: ۱۱۳)

ترجمہ: اور میں نیک فال کو پسند کرتا ہوں۔

اسلام میں نیک شگون اور نیک فالی ثابت ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کو نیک فالی پسند تھی، اور بعض مواقع پر آپ ﷺ نے نیک فال لی، جیسے صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کے نمائندہ سہیل بن عمرو کے نام کے متعلق باخبر ہوئے تو فرمایا: قَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ۔ ترجمہ: (مسلمانو!) تمھارا کام سہل اور آسان ہو گیا۔ (صحیح البخاری: ۲۷۳۱)

کیونکہ سہیل عربی زبان کا لفظ ہے جس میں آسانی کے معنی موجود ہیں اسی لیے آپ ﷺ نے اس کے نام سے نیک فال لی اور مسلمانوں کو خوش خبری سنادی۔

ستاروں اور فال کی حقیقت اور مختلف صورتیں

ستاروں کی تخلیق کے من جملہ فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے ان کے ذریعے سمت، راستے اور اوقات کا جاننا بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا سمت، راستے، اوقات وغیرہ جاننے کے لیے تو ستاروں کے علوم سیکھ سکتے ہیں۔ نیز ان کی چال سے ظنی اور تخمینی طور پر موسم کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ خاص اوقات اور کیفیات سے بادلوں کے جمع ہونے سے بارش برسنے پر ممکنہ استدلال کیا جاتا ہے، لیکن قطعی اور یقینی طور پر دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ ستاروں کی چال سے مستقبل کے حالات جاننے کی کوشش کرنا، اور ان باتوں پر یقین کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اس مقصد کے لیے اس کا علم سیکھنا جائز نہیں ہے۔ اس کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ۔ (سنن ابن ماجہ: 3726، سنن ابوداؤد: 3905)

ترجمہ: جس نے علم نجوم میں سے کچھ حاصل کیا، گویا اس نے سحر کا ایک حصہ حاصل کر لیا، اب جتنا علم نجوم میں بڑھتا جائے گا اتنا ہی جادو میں بڑھتا جائے گا۔

علم نجوم کی ایک قسم جائز ہے، جس میں ستاروں کی منزلیں اور ان کی حرکات کا علم جس کی مدد سے قبلہ کا رخ، اوقات صلاۃ کا تعین اور کھیتی باڑی کے لیے مناسب اور غیر مناسب موسم کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ ملکوں، شہروں اور بستیوں کے حوالے سے ہواؤں کے چلنے کا وقت اور بارش کا نزول وغیرہ معلوم کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ (النحل: 16)

ترجمہ: اور (راستوں کی پہچان کی) علامتیں (بنائیں) اور ستاروں سے وہ لوگ راستہ معلوم کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی تعلیم سے ثابت ہوتا ہے کہ جادو کے اثرات ہیں۔ دنیا اور آخرت میں جو کچھ بھی انجام پاتا ہے، وہ اللہ کے ارادے ہی سے ہوتا ہے جو تقدیر الٰہی میں لکھا ہوتا ہے۔ ستاروں اور فال کے ذریعے قسمت کا حال جاننا تو ہم پرستی ہے۔ جس سے معاشرہ غیر حقیقی زندگی گزارنے کا عادی ہو جاتا ہے اور توہم پرست بن جاتا ہے۔ لہٰذا شریعت کے مطابق یہ سب کام ناجائز ہیں اور انسان کو حقیقی زندگی سے موڑ کر غیر حقیقی زندگی کا عادی بناتے ہیں۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

۱۔ جس نے علم نجوم حاصل کیا گویا اس نے حاصل کر لیا:

الف۔ فائدہ　ب۔ نقصان　ج۔ سحر　د۔ نیک فال

۲۔ ستاروں کی چال سے ظنی اور تخمینی طور پر کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

الف۔ حالات　ب۔ موسم　ج۔ تبدیلیوں　د۔ اوقات

۳۔ نبی کریم ﷺ نے کس موقع پر نیک فال لی۔

الف۔ غزوہ بدر　ب۔ غزوہ احد　ج۔ صلح حدیبیہ　د۔ فتح مکہ

۴۔ جادو گروں کی رسیوں کو نگل گیا:

الف۔ عصا　ب۔ سانپ　ج۔ اژدہا　د۔ مگرمچھ

۵۔ علم نجوم بھی ایک قسم ہے:

الف۔ توہم پرستی کی　ب۔ بدشگونی کی　ج۔ سحر کی　د۔ بدفالی کی

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں۔

۱۔ ستاروں سے فال کیوں نکالی جاتی ہے؟

۲۔ جادو کی حقیقت کیا ہے؟

۳۔ بدشگونی کیوں حرام ہے؟

۴۔ نیک شگون کیوں جائز ہے؟

۵۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ نے کس طرح فال نکالی؟

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب تحریر کریں۔

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادو گروں کے مقابلے کو واضح کریں۔

۲۔ نیک شگون اور بدشگون قرآن حدیث کی روشنی میں واضح کریں۔

۳۔ ستاروں سے فال کی حقیقت اور اس کی مختلف صورتیں بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- خاندانی اور معاشرتی تعلقات میں ستاروں اور فال کے ذریعے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی سے ہونے والی غلط فہمیوں کی فہرست بنائیں۔
- ستاروں اور فال کے ذریعے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی اپنے معاشرے میں موجود مختلف صورتوں کی نشان دہی کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- ستاروں اور فال کے ذریعے قسمت کا حال جاننا اور توہم پرستی سے ہونے والے نقصانات پر مذاکرہ کروائیں۔